شہدائے قم کی یادگاری تقریب کے منتظمین سے ملاقات میں خطاب - 17 /Nov/ 2022

بسم الله الرّحمن الرّحیم (۱)

و الحمدلله ربّ العالمین و الصّلاة و السّلام علی سیّدنا محمّد و آله الطاهرین سیّما بقیّة الله فی الارضین

سب سے پہلے میں قم سے آنے والے تمام عزیز برادران اور خواہران کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کی کوششوں اور ایک بار پھر شہداء کے لیے اس ضروری اور اہم یادگاری تقریب کے انعقاد کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اپنے بھائیوں کی طرف سے بتائے گئے اقدامات کے بارے میں ایک لفظ کہوں، پھر میں اپنی گفتگو شروع کروں گا۔

یہ تمام اقدامات اور یہ کام جو آپ نے بتایے ہیں اچھی ہیں۔ تاہم، براہ کرم توجہ کریں کہ جو کام ہم اجلاس میں کرتے ہیں، اجلاس سے پہلے اور اجلاس کے بعد اس کی بہت سی خصوصیات ہیں، جن میں سے دو سب سے اہم ہیں: ایک "یاد" اور دوسرا "پیغام"۔ شہداء کی یاد کو زندہ رکھنا ہو گا، شہداء کا پیغام ضرور سننا ہو گا۔ اگر ہمارے یہ کام ان دونوں سے خالی ہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب، مثال کے طور پر، فرض کریں کہ قالین پر کسی شہید کا مجسمہ یا شہید کی تصویر وغیرہ بنانا، ٹھیک ہے، یہ، کسی مخصوص حدود میں - اب یا خاندانی حلقے یا اس سے زیادہ - یہ یاد کرنا ہے، یہ اچھی بات ہے، لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جو پیغام کی حامل ہوسکتی ہیں۔ فن، شاعری، دستاویزی فلمیں، کتابیں یا تقریبات پیغام کی حامل ہوسکتی ہیں۔ ہمیں اس قسم کے کام کی ضرورت ہے، ہمیں شہیدوں کے پیغام کی ضرورت ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ "ٹھیک ہے، یہ واضح ہے، سب شہداء کے پیغام کو جانتے ہیں" ؛ نہیں، ہر کوئی نہیں جانتا۔ آنے والی نئی نسلوں کو ماضی کے بارے میں اور محرکات، افکار اور اس طرح کی چیزوں کے بارے میں آگاہ کرنا چاہیے۔ پیغام پر مشتمل کام کی یہ عظیم خصوصیت ہے، اپنے تمام کاموں میں اس [نقطہ] پر توجہ دیں۔

اور یہ کام شروع کرنے اور انجام دینے کیلئے آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے بعد اور انشاء اللہ آپ اسے بہترین طریقے سے مکمل کریں گے، میں دو مختصر جملوں میں دو باتیں کہوں گا۔ ایک قم کے بارے میں، ایک مسئلہ شہادت کے بارے میں۔ قم شہر قیام اور اقامہ دونوں ہے۔ یہ ایک ایسا شہر ہے جو خود سے اٹھ کھڑا ہوا، یہ وہ شہر ہے جس نے ایران کو اٹھنے پر مجبور کیا، اقامہ کیا۔ یہ قم کی خصوصیت ہے۔ البتہ ان خصوصیات کو متاثر کرنے میں ہمیں حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا اور اس شہر میں حوزہ علمیہ کی موجودگی کی برکات کو نہیں بھولنا چاہیے۔ ان کے علاوہ قم کے لوگ بھی ہیں جنھیں ہم نے نزدیک سے دیکھا ہے، انکے کام کو دیکھا ہے، انکے اخلاق کو دیکھا ہے، انکی خصوصیات کو دیکھا ہے۔ قم کے لوگ ایمانداری کے ساتھ نیک لوگ ہیں، انہوں نے قم کی معنی پر عمل کیا، وہ ہر جگہ سے پہلے اٹھے، انھوں نے ہر جگہ سے پہلے مقابلہ کیا، ہر جگہ سے پہلے شہید دئیے۔

قم کے علاوہ دیگر مقامات پر شہید ہونے والے بہت سے شہداء دراصل قم کے شہداء ہیں۔ شہید مطہری بھی قم کے شہید ہیں، شہید بہشتی بھی قم کے شہید ہیں، شہید باہنر بھی قم کے شہید ہیں۔ یہ شہداء بھی قم میں پرورش پائے ہیں اور شاید ایک لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام ایران کے شہداء قم کے شہداء ہیں۔ قم نے

یہ راستہ کھولا، قم نے تحریک شروع کی، قم نے امام خمینی رح کی پکار پر لبیک کہا۔ کون جانتا تھا کہ امام خمینی رح سال 41 اور 42 میں کیا کہہ رہے ہیں؟ قم کے لوگ ہی میدان میں آئے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے محسوس کیا کہ [تحریک] میں کچھ کمزوری آگئی ہے، سن 41 میں جب تحریک شروع ہوئی تو قم کے لوگ آئے اور امام خمینی رح کے درس میں بیٹھے - میں وہاں تھا، مجھے یاد ہے - قم کے متدین تاجر اور ایک ایک بڑا ہجوم ان کے پیچھے آیا اور درس میں بیٹھ گیا، جب امام خمینی رح نے اپنا درس ختم کیا تو ان میں سے ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے - مرحوم طباطبائی، اگر مجھے ان کا نام صحیح یاد ہے - اور امام خمینی رح سے پرجوش انداز میں مخاطب ہو کر بولنے لگے اور کام جاری رکھنے کا مطالبہ کیا! درحقیقت انہوں نے امام سے مطالبہ کیا، امام بھی میدان میں اترے اور اسی ملاقات میں انہوں نے تسلی بخش اور بھرپور جواب دیا اور عملی طور پر اس تحریک کو ایک نئی روح بخشی۔ قم کے لوگ ایسے ہیں۔ اس دوران قم کے نوجوان، یہاں تک کہ وہ نوجوان جو پہلے اس میدان میں نہیں تھے، ہم نے دیکھا کہ علما کی تحریک شروع ہونے کے بعد انہوں نے کس طرح حمایت اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا۔ یہ قم کے لوگ ہیں۔ پھر انقلاب اور انقلاب کے بعد کے واقعات اور دفاع مقدس اور اس کے بعد کے واقعات سے لیکر آج تک ؛ آج تک ہماری قوم اور ہمارے افراد کے لیے یہ امتحانات لگاتار اور پے در پے آتے رہے ہیں اور ان امتحانات میں قم نے بہت اچھی کارکردگی دکھائیہ بہت اچھیہ

بلاشبہ، کچھ نمایاں نکات ہیں اور میں ان نمایاں نکات پر بہت زیادہ کام کرنے پر اصرار کرتا ہوں۔ [یعنی] وہی "یاد" اور "پیغام" کی دو خصوصیات۔ ان میں سے ایک نمایاں نکتہ یہ شہید مہدی زین الدین ہے۔ یہ اپنے آپ میں ایک نمایاں نکتہ ہے۔ شہید، ایک تازہ نوجوان، جس کی عمر بیس اور کچھ سال ہے، جنگی یونٹ کی کمانڈ کرنے میں ایسی مہارت کو ظاہر کرتا ہے۔ میدان جنگ میں، وہ ہمت، وہ حکمت عملی، وہ تعمیر، وہ قربانی، اور پھر اخلاقیات کے میدان میں، مذہب، تدین اور اسلام کے میدان میں [اسی طرح]۔ یہ واقعی شاندار حقائق ہیں; یہ لوگوں کو بتائے جائیں اور ان کو نمایاں کیا جائے۔

یہ فن و ہنر کی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں نہیں بتائے جا سکتے۔ صرف فن کی زبان ہی ان کی زندگی کی ان باریکیوں کو بیان کر سکتی ہے۔ اب، آپ فنی تحریر، شاعری، فلم، دستاویزی فلم، یا اس طرح کے کام کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک یہ ہے: یہاں ایک نوجوان آرمی کمانڈر ہے، شہید امیر احمدلو [کے نام سے] ؛ ایک قمی فوجی ہے جس کیلئے زندگی کے آخری لمحات میں پانی لایا جاتا ہے یا کوئی اسے پانی پلانے کا سوچتا ہے کہ وہ پیاسا نہ دنیا سے چلا جائے، یہ فوجی جوان پانی نہیں پیتا، اس نے اس سپاہی کی طرف اشارہ کیا جو اسکے برابر تھا۔ یہ یعنی صدر اسلام (3) کا واقعہ جو ہم منبروں پر کہتے رہے اور لوگوں نے سنا اور ہمیں اس کا صحیح ادارک نہ ہو سکا، حقیقت میں پیش آیا۔ ایک فوجی افسر نے ہمیں یہ حقیقت دکھائیہ کیا یہ کوئی چھوٹی بات ہے؟ کیا یہ کوئی کم بات ہے؟ فن کی زبان کے علاوہ اس کا اظہار کس زبان میں ہو سکتا ہے؟ اس میں کام کریں۔ یا ترانہ پڑھنے والے گروپ کے شہداء، جو کہ مقدس دفاع کے دوران ہونے والے نایاب واقعات میں سے ایک ہے ؛ (4) کچھ نوجوان، مثلاً بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر کے، ترانہ پڑھتے ہیں، پھر ایک طیارہ آتا ہے اور انہیں نشانہ بناتا ہے۔ سب کے سب یا توریبا سارے شہید ہوجاتے ہیں۔ ان کا ترانہ کدھر ہے؟ انہوں نے کیا پڑھا؟ انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے کیا کیا؟ ان کے والدین نے کیا کیا؟ ان کی وضاحت کی ضرورت ہے، ان سب کا ایک پیغام ہے۔ یہ قم کی خصوصیات میں سے ایک ہے ؛ یہ قم کے مقدس دفاع دور کے نمایاں نکات ہیں۔ یا شہید خواتین ؛ ابھی انہوں نے سینکڑوں خواتین شہداء کی تعداد کی طرف اشارہ کیا اور ان خواتین میں سے بعض شہداء مجلس عزاداری میں شہید ہوئیں۔ یہ سب واقعی اہم مسائل میں سے ہیں۔

خیر، یہ قم کے بارے میں ہے اور انقلاب سے لے کر آج تک کے اس اہم اور قابل فخر دور کی خصوصیات ؛ یہ چالیس اور کچھ سالہ اس دور کے ان واقعات میں سے ہر ایک تاریخی روشن نکتہ، ایک ستارہ ہے۔ یہی واقعہ جو چند روز قبل شاہ چراغ میں پیش آیا، (5) یہ ایک ستارہ ہے، یہ لازوال ہے، یہ تاریخ میں باقی رہے گا، یہ تاریخ میں باعث فخر اور سربلندی رہے گا۔ ہاں، کچھ لوگ غمگین ہوئے۔ یہ کچھ واقعات افسوسناک ہیں اور انسانی دل کو اداسی سے بھر دیتے ہیں، لیکن یہ ایک ستارہ ہے۔ یہ تاریخ میں رہیں گے، یہ ایسے واقعات ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جائے گا۔ ان چالیس سالوں میں ہم نے کتنے ایسے واقعات دیکھے ہیں! یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ قوم زندہ ہے۔ اب یہ قم سے متعلق تھا۔

شہادت کے بارے میں ؛ "شہید" کا عنوان ایک ایسا عنوان ہے جس کے کنارے سے آسانی سے نہیں گزرنا چاہیے۔ لفظ "شہید" مذہبی، قومی اور انسانی اقدار کا مجموعہ ہے۔ جب آپ کہتے ہیں "شہید" تو دراصل یہ لفظ ایک کتاب ہے۔ اس لفظ میں مذہبی تعلیمات کا مجموعہ ہے، اس لفظ میں قومی تعلیمات کا مجموعہ ہے، اس لفظ میں اخلاقی تعلیمات اور فضائل کا مجموعہ موجود ہے۔ یہ لفظ بہت اہم لفظ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ دیکھتے اور سنتے ہیں کہ ہمارے بعض شہداء عاشقانہ طور سے شہادت کے خواہش مند تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نور بھر دیا تھا۔ اس نور سے انہیں کچھ حقائق نظر آتے تھے، اس لئے انہیں شہادت سے عشق تھا۔ شہید سلیمانی کہتے تھے کہ میں صحراؤں میں شہادت کی تلاش میں بھاگ رہا ہوں، ڈھونڈ رہا ہوں۔ انہوں نے اسے دھمکی دی کہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے، اس نے کہا کہ میں اس کو صحراؤں میں ڈھونڈ رہا ہوں، میں اس کی تلاش میں بلندیوں اور نشیبوں کو طے کررہا ہوں۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟ اس کتاب کو کچھ لوگوں نے سرسری طور سے پڑھا ہے، اسی نے انہیں مسحور کر دیا ہے اور انہیں عشق میں مبتلا کر دیا ہے۔

اب ہم نے کہا کہ یہ مذہبی، قومی اور اخلاقی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ پہلے مذہبی تعلیمات ؛ سب سے پہلی چیز جو لفظ شہید انسان کے ذہن میں لاتا ہے وہ اللہ کے نام پر جہاد ہے۔ شہید نے راہ خدا میں قدم اٹھایا، جدوجہد کی اور شہید ہوا۔ شہید سچے ایمان کا مظہر ہے: صَدَقوا ما عاهَدُوا اللهَ عَلَیهِ فَمِنهُم مَن قَضیٰ نَحبَه ؛ (6)۔ یہ وہی «قَضیٰ نَحبَه» ہے۔ یہ صداقت کا مظہر ہے، یہ عمل صالح کا مظہر ہے۔ خدا کی راہ میں جانے اور اپنے تمام وجود کو اس راہ میں وقف کرنے سے بہتر کیا ہے؟ سچا ایمان، عمل صالحہ دین کا یہ پہلو جو اب ان مختصر الفاظ میں پوشیدہ ہے، تعلیمات کا سمندر چھپا ہوا ہے۔

قومی مسائل ؛ شہید اور شہادت ان چیزوں میں سے ہیں جو قومی تشخص کو اجاگر کرتے ہیں اور قومی تشخص کے ارتقاء کا باعث ہیں۔ اس شہادت طلبی کی وجہ سے سننے والوں کی نظروں میں - یقیناً دشمن میڈیا کا شور اور ہنگامہ دنیا کی بہت سی باتوں کو لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا لیکن جن لوگوں نے سنا، وہ کم نہیں تھے۔ ، بہت سی قوموں تک یہ پیغام پہنچا - ایرانی قوم عظمت پا گئی ؛ کس وجہ سے؟ شہید کی وجہ سے۔ یہ صرف جنگ کی وجہ سے نہیں ہے۔ بہت سی جگہوں پر جنگ ہے۔ انہی قربانیوں کی وجہ سے شہید ابھرتا ہے۔ یہ ان گھرانوں کی وجہ سے ہے ؛ شہداء کے گھرانے، یہ باپ، یہ مائیں ؛ یہ انہی کی بدولت ہے۔ ان کی خبر جو بھی باہر نکلی، اس نے اس قوم کی عظمت اجاگر کی۔ [تو شہید] قومی تشخص کو ابھارتا ہے، اسے نمایاں کرتا ہے، اس کے مراتب کو بڑھاتا ہے۔

اخلاقی تعلیمات اور انسانی اخلاقی خصوصیات کے بارے میں - دین سے قطع نظر - جو لفظ "شہید" میں پوشیدہ

ہے ؛ قربانی ہے۔ شہادت قربانی کا مظہر ہے۔ کوئی دوسروں کے آرام کے لیے اپنی جان دے دیتا ہے۔ ایک محافظ شہید اپنی جان دیتا ہے تاکہ دوسرے امن و آمان سے رہ سکیں۔ دفاع مقدس کا شہید اس لیے اپنی جان دیتا ہے کہ ظالم اور ظالم دشمن اس وعدے کو پورا نہ کر سکے جو اس نے اپنے آپ سے کیا تھا - کہ اس نے کہا تھا کہ وہ تہران جا کر ایرانی قوم کی تذلیل کرے گا - یہ شہید ہے۔ آپ اور میں اپنے گھر میں بیٹھے ہیں، وہ وہاں لڑ رہا ہے تاکہ ہم آرام سے بیٹھیں، دشمن ہمارے پاس نہ آسکے۔ یہ قربانی ایک [ممتاز] اخلاق ہے۔ خواہ کسی بھی مذہب اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، لوگ اس کی قدر کرتے ہیں۔ [شہادت] شجاعت کو ابھارتی ہے۔ لہٰذا لفظ "شہید" ان تمام اخلاقی تعلیمات کا مظہر ہے۔

لہذا، شہادت ایک طرف خدا کے ساتھ ایک سودا ہے ؛ صداقت جو یہاں موجود ہے وہ خدا کے ساتھ ایک لین دین ہے: اِنَّ اللهَ اشتَریٰ مِنَ المُؤمِنینَ اَنفُسَهُم وَ اَموالَهُم بِاَنَّ لَهُمُ الجَنَّة (7)۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام اور امام سجاد علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہاری جان کی قیمت بہت بلند ہے، اسے جنت کے سوا نہ بیچو۔ یہ جان بہت مہنگی ہے۔ تمہارے وجود کی قیمت بہت زیادہ ہے اسے صرف جنت کے بدلے بیچو ؛ بہشت سے کم کسی چیز پر [سودا نہ کرو]، کہ اللہ تعالیٰ بھی اسکا خریدار ہے۔ جان خدا کی ہے، خدا اس کا خریدار بھی ہے۔ اِنَّ اللهَ اشتَریٰ مِنَ المُؤمِنینَ اَنفُسَهُم وَ اَموالَهُم بِاَنَّ لَهُمُ الجَنَّة ؛ تو، ایک طرف، یہ خدا کے ساتھ ایک سودا ہے. دوسری طرف، یہ قومی مفادات کی محافظ ہے ؛ قومی شناخت کی مضبوطی جیسا کہ ہم نے کہا۔ اللہ کی راہ میں شہادت سے ملکی مفادات اور قومی مفادات بھی محفوظ ہوتے ہیں۔

شہادت یکجہتی پیدا کر سکتی ہے۔ اب اپنے ملک کو ہی دیکھئے۔ ہمارا ملک مختلف قوموں کا مجموعہ ہے۔ مختلف زبانیں، مختلف قومیں: ہمارے پاس فارس ہے، ہمارے پاس ترک ہیں، ہمارے پاس عرب ہیں، ہمارے پاس لر ہیں، ہمارے پاس بختیاری اور اس طرح کی مختلف قومیں ہیں۔ ایک دھارا ان کو جوڑتا ہے اور اس دھارے کا ایک حصہ شہادت ہے۔ آپ کسی بھی شہر میں چلے جائیں، آپ دیکھیں گے کہ اس شہر میں ایک یا کچھ شہید کا نام نمایاں ہے۔ فرض کریں کہ آپ اس ملک کے شمال میں، اس ملک کے جنوب میں، اس ملک کے مشرق میں، ملک کے مغرب میں، ہر شہر میں جہاں آپ جائیں، وہاں شہداء کے نام نمایاں ہیں۔ یہ شہر بھلے ہی ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ نہ جانتے ہوں لیکن ان کے شہداء ایک ہی جگہ پر ایک ہی مقصد کے ساتھ شہید ہوئے۔ مثال کے طور پر ملک کے جنوب سے ایک شہید اور ملک کے شمال یا مشرق سے ایک شہید سب ایک ہی صف میں تھے، وہ ایک ہی مقصد کے لیے شہید ہوئے۔ اسلام کی عزت کے لیے، اسلامی جمہوریہ کی عظمت کے لیے، ایران کی مضبوطی کے لیے، ان کے لیے شہید ہوئے، وہ ایک مقصد کے لیے شہید ہوئے۔ یہ حقیقت، ان قبائل، ان شہروں، ان علاقوں کو آپس میں جوڑتی ہے۔ یہ شہادت کی خصوصیت ہے۔ اس کا مذہبی پہلو، جو خدا کے ساتھ سودا ہے، اس کا قومی پہلو، جو ملک کے مختلف حصوں کو جوڑتا ہے، اور اس کا اخلاقی پہلو، جو اس ملک کی اخلاقی اقدار کی یاد تازہ کرتا ہے۔

اب میں شروع میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس کے تسلسل میں صرف ایک تاکید کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام نہیں رکنے چاہئیں۔ میں نے ایک بار کہا تھا کہ جنگ ایک خزانہ ہے ؛ (8) یہ واقعی اسی طرح ہے۔ میں نے شہداء کے بارے میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ جب بھی میں انھیں پڑھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے انسان کو انکے بارے میں کوئی نئی چیز سمجھ آتی ہے۔ میں اب بھی پڑھتا ہوں ؛ میں یہ کتابیں 60 کی دہائی سے لے کر اب تک کئی دہائیوں سے پڑھ رہا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کتاب، جو ایک شہید کی سوانح حیات ہے، انسان کے لیے ایک نیا

صفحہ کھولتی ہے اور اسے دکھاتی ہے۔ خواہ خود شہید کے بارے میں ہو یا ان والدین کے بارے میں۔ یہ بہادر مائیں، یہ فداکار باپ۔ ان والدین کا ہم پر بہت حق ہے! کہ اس ملاقات میں ہمارے عزیز شہداء کے کچھ باپ اور مائیں بھی موجود ہیں۔

ان کو منتقل کیا جانا چاہیے، اور میں نے کہا کہ یہ منتقلی کو بنیادی طور پر، یعنی شاید نوے فیصد، فن کی زبان کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ تاریخ اور کتابیں نہ لکھیں۔ کیوں، یہ لکھی جانی چاہیں ؛ لیکن وہ چیز جو اس شہادت، دفاع مقدس، قربانی وغیرہ کی تمام تفصیلات اور باریکیوں کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ ہنر اور فن ہے۔ اب، مثال کے طور پر، فرض کریں کہ میں نے اس ترانہ پڑھنے والے گروپ کا ذکر کیہ اس کے لیے ایک دستاویزی فلم بنائیں۔ اس گروپ کے حوالے سے ایک دستاویزی فلم بنائیں، اس کی نقل بنائیں، لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں ؛ یہ واقعہ لوگوں کو دکھائیں تاکہ وہ اسے دیکھیں۔ جب میں "لوگ" کہتا ہوں تو ہم پرانے لوگوں نے یہ چیزیں دیکھی ہیں، لیکن آپ میں سے بہت سے لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں، انھوں نے نہیں دیکھا۔ ہمارے نوجوان، نئی نسل نے اسے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھائیں۔ وہ قریب سے دیکھیں کہ کیا ہوا۔ یہ باریکیاں وہ شہداء کی سوانح حیات میں ملاحظہ کرسکیں۔ فنکارانہ کام، ڈاکومنٹری، فلمیں، ڈرامے، شاعری بنانے کے لئے اس میں بہت سے مواقع موجود ہیں! الحمدللہ، ہمارے پاس اچھے شاعر ہیں، قم میں آپ کے پاس بھی اچھے شاعر ہیں ؛ وہ شعر کہیں، اچھے اشعار کہیں تاکہ یہ یادیں باقی رہیں۔

بہرحال، آپ کا کام قابل قدر ہے ؛ میں ان تمام لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ جن کے دل اسلام کے لیے، انقلاب کے لیے، اس قوم کے لیے، ان نوجوانوں کے لیے، اس نئی نسل کے لیے، ہمارے بچوں کے لیے، ہمارے پیارے ایران کے لیے دھڑکتے ہیں، جو کچھ بھی وہ کر سکتے ہیں، جتنی بھی ان میں صلاحیت ہو، طاقت ہو، انہیں ان شعبوں میں کام کرنا چاہیے، شہید و شہادت کے زمرے کو یاد اور پیغام کے ساتھ جاری رکھنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ۔

ہم حرم مقدس حضرت احمد بن موسیٰ (شاہ چراغ) کے حرم کے پیارے شہداء کی یاد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، ہم ان کے اہل خانہ اور پسماندگان کو دلی تعزیت پیش کرتے ہیں، ہم انہیں مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں - کیونکہ خدا کے نزدیک ان کا درجہ بہت بلند ہے، انشاء اللہ - ہم آپ کی کامیابی کیلئے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امام خمینی رح کی پاکیزہ روح کو اپنی رحمت اور فضل سے ہمکنار کرے کیونکہ انھوں نے ہی ہم سب کے لیے یہ راستہ کھولا ہے۔

والسّلام علیکم و رحمۃ اللّہ و برکاتہ

(1) اس ملاقات میں پہلے حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے روضۂ اطہر کے متولی اور اس سیمینار کی پالیسی ساز کونسل کے سربراہ حجت الاسلام و المسلمین سید محمد سعیدی گلپایگانی، صوبۂ قم کے گورنر اور سیمینار کے سربراہ جناب سید محمد تقی شاہچراغی، علی ابن ابی طالب بریگیڈ کے کمانڈر سیکنڈ بریگیڈیراور سیمینار کے سیکریٹری جنرل محمد رضا موحد نے رپورٹیں پیش کیں۔

(2) ایسا ہی واقعہ اسلام اور روم کے لشکروں کے درمیان ہونے والی جنگ، جنگ موتہ میں پیش آیا تھا۔

(3) قطب راوندی اسکول کے ترانہ گروپ کے اسٹوڈنٹس، 21 جنوری 1987 کو قم کے تربیت سنیما ہال میں اپنا ترانہ پیش کرنے کے بعد دشمن کی بمباری کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے۔

(4) 26 اکتوبر 2022 کو مغرب کے وقت ایک مسلح شخص نے حضرت احمد ابن موسی (شاہچراغ) علیہ السلام کے روضۂ اطہر میں داخل ہو کر زائرین پر فائرنگ کر دی جس میں 13 افراد شہید اور متعدد دیگر زخمی ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد دہشت گرد گروہ داعش نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کر لی۔

(5) سورۂ احزاب، آیت 23، اور اہل ایمان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے وہ عہد و پیمان سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان میں سے کچھ شہید ہوئے۔

(6) سورۂ توبہ، آیت 111، بے شک اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے بہشت ہے۔

(7) یہ روایت کتابوں میں امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔

(8) استقامتی آرٹ اور ادب کے دفتر کے عہدیداروں سے ملاقات (16/7/1991)